ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES
PAKISTAN ISLAMICUS
(An International Journal of Islamic and Social Sciences)
Volume: 04, Issue: 02, April–June 2024, Pages: 39-58
Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Publisher Website: https://www.mircpk.net
HEC "Y" Category
HJRS HEC Journal Recognition System

معاصر عائلی مسائل کے عوامل واثرات اور تدارک: شریعت اسلامیہ کے تناظر میں پاکستانی سماج کا مطالعہ

FACTORS AND EFFECTS OF CONTEMPORARY FAMILY ISSUES AND THEIR REMEDIES: A STUDY OF PAKISTANI SOCIETY IN THE CONTEXT OF ISLAMIC SHARIAH

Dr Irfan Jafar[1], Hafiz Muhammad Usman[2], Asia Parveen[3].

[1] Lecturer Islamiat, Govt Graduate College, Sahiwal, Punjab, Pakistan.
International Post-Doc Fellowship, Islamic Research Institute, IIU, Islamabad, Pakistan.
[2] PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Punjab, Pakistan.
[2] MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Punjab, Pakistan.

ARTICLE INFO

Article History:

Received: March 04, 2024
Revised: March 31, 2024
Accepted: April 02, 2024
Available Online: April 05, 2024

Keywords:

Islamic Shariah
Contemporary Family Issues
Society & Family System
Factors
Culture & Civilization

Funding:

This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

The people of the present era have accumulated the comforts of life, yet every individual is still plagued by various problems and anxieties. One significant reason for this is the destabilization of the fundamental unit of society, the "family system," from its roots. Regardless of where a person resides in the world, their center and focal point are naturally their home and family. Among the various institutions of the state, the family is the primary and foundational institution. It plays a vital role in the education and upbringing of future generations. The high and stable moral values of a family contribute significantly to the social stability and development. That is, the strength of society and the stability of the family are based on individual upbringing within the household. In the present age, where humanity is witnessing a decline in ethical and social values, the teachings of the Prophet Muhammad (peace be upon him) are needed for the resolution of many issues. Similarly, the reform of the family system holds the same importance in the teachings of the Prophet Muhammad (peace be upon him) as a guiding light. This is the remedy that encompasses the solution to every ailment.

The foundation of Pakistan's family system is based on our religion and historical heritage. Several factors contribute to the construction of our family system, including regional, economic, cultural, and historical traditions, which hold significant importance. However, it is also a reality that many factors and catalysts continuously impact the structure and functions of the family system over time, leading to changes and transformations within family institutions.

The article titled **Factors and Effects of Contemporary Family Issues and their Remedies: A Study of Pakistani Society in the Context of Islamic Shariah** explores the causes, factors, and catalysts contributing to the disruption of the family system in contemporary life. It also suggests remedies for addressing these issues in light of Islamic Shariah, aiming to establish a strong and exemplary society by implementing key recommendations.

Corresponding Author's Email: i.z03035040887@gmail.com

تعارف

عصر حاضر کے انسان نے زندگی کی راحت کے سامان کے انبار لگادیئے ہیں۔ مگر پھر بھی ہر شخص افراتفری اور پریشانی میں مبتلاء ہے۔اور اس کی ایک بڑی وجہ معاشرے کی بنیادی اکائی "عائلی نظام" کا اپنی جڑوں سے کھوکھلا ہونا ہے۔انسان خواہ دُنیا کے کسی بھی کونے میں رہتا ہو اس کا مرکز و محور فطری طور پر اس کا گھر اور خاندان ہوتا ہے۔ ریاست کے بہت سے اداروں میں سے خاندان ریاست کا پہلا اور اساسی ادارہ ہے۔ جو نسل نو کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خاندان کی بلند اور مستحکم اخلاقی اقدار معاشرتی استحکام و تعمیر میں مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔یعنی معاشرے کے استحکام پر اور خاندان کا استحکام افراد خانہ کی تربیت پر مبنی ہے اور گھر ہی وہ مرکز ہے جہاں افرادی قوت تیار ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں اخلاقی و معاشرتی طور پر گرتی ہوئی انسانیت جہاں دیگر کئی مسائل کے حل کے لیے تعلیمات نبویہ ﷺ کی محتاج نظر آتی ہے وہاں بقائے نسل انسانی کے لیے عائلی نظام کی اصلاح بھی تعلیمات نبوی ﷺ چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہی وہ دوا ہے جس میں ہر ہر مرض کا علاج موجود ہے۔

پاکستان کے عائلی نظام کی اساس ہمارے دین اور تاریخی ورثہ پر رکھی گئی ہے۔ ہمارے عائلی نظام کی ساخت میں بہت سے عوامل کار فرما ہیں۔ جس میں علاقائی، معاشی، تہذیبی و تمدنی اور تاریخی روایات کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت سے اسباب و محرکات ایسے بھی ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عائلی نظام کی ساخت اور وظائف پر اثر ڈالتے ہیں اور اس سے عائلی ادارے میں تغیر و تبدل واقع ہوتا رہتا ہے۔قرون اولیٰ میں زندگی سادہ تھی لہذا مسائل بھی کم تھے لیکن تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ مسائل میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔انسان اور مسائل لازم و ملزوم ہیں۔ لہذا مسائل کا اس وقت ممکن ہو گا جب صحیح حکمت عملی اختیار کی جائے گی۔ان مسائل کے حل کے لیے اگر کوئی امید کی کرن ہے تو شریعت اسلامیہ اور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

زیر نظر مقالہ بعنوان **معاصر عائلی مسائل کے عوامل واثرات اور تدارک: شریعت اسلامیہ کے تناظر میں پاکستانی سماج کا مطالعہ** میں عصر حاضر میں عائلی نظام زندگی میں بگاڑ کے اسباب، عوامل و محرکات کی نشاندہی کی گئی ہے اور شریعت اسلامیہ کے تناظر میں ان مسائل کے تدارک کے سلسلے میں تجاویزات و سفارشات بھی پیش کی گئی ہیں۔تاکہ ان چند کلیدی تجاویز پر عمل پیرا ہو کر ایک مستحکم اور مثالی معاشرہ قائم کیا جاسکے۔

عائلی نظام زندگی کی ضرورت واہمیت

عائلی زندگی،اجتماعی زندگی کا بنیادی پتھر ہے اجتماعی زندگی اس وقت ترقی کرتی ہے جب زوجین کا سماجی رشتہ ٹھیک ہو اور جنسی تعلق بھی صحیح ہو،عورت کی سعی وجدوجہد میں جو خلا رہ جائے اس کو مرد پُر کرے اور مرد کی دوڑ دھوپ میں جو نقص اور کمی ہو اس کو عورت پورا کرے۔اسی طرح جنسی تعلق کو اپنی فطری حد میں رہنے دیا جائے اور لذت کشی کا ذریعہ نہ سمجھا جائے لیکن اگر مرد و عورت کے سماجی و معاشرتی رشتوں میں عدم توازن اور جنسی تعلقات میں بے اعتدالی ہو تو معاشرہ زوال اور انحطاط کی طرف بڑھنے لگتا ہے کیونکہ سماجی رشتوں میں توازن نہ ہونے کا نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ اجتماعی زندگی کے بعض گوشے خالی اور ویران

ہونے لگتے ہیں اور بعض گوشوں پر ضرورت سے زیادہ قوت صرف ہو جاتی ہے اور یہ دونوں ہی باتیں معاشرہ کے لیے تباہ کن ہیں۔ جس سے عصر حاضر میں بے شمار مسائل جنم لے رہے ہیں۔ عصری عائلی مسائل اور ان کا مسائل کا تدارک قرآن کی عائلی مسائل سے متعلقہ آیات بیّنات کی روشنی میں حل پیش کرنے سے قبل عصری عائلی مسائل کی تفہیم ضروری ہے۔

عصری عائلی مسائل کا مفہوم

عصر سے مراد زمانہ ہے۔اسی سے عصری یا معاصر نکلا ہے۔[1] جس کو انگریزی میں "Contemporary" کہا جاتا ہے۔[2] عصری یا معاصر سے مراس کسی خاص شخص کے عہد کے واقعات وحالات یا اشخاص مراد لیے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ اضافی اصطلاح ہے لہذا عصری مسائل سے مراد وہ مسائل ہیں جو دور حاضر میں دنیا کو درپیش ہیں۔ جب ہم اقوام و ملل کی تاریخ اور اس کے اثرات کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ہر واقعہ اور حادثہ دیرپا اثرات رکھتا ہے اس کا اثر بھی ایک دور پر محیط ہوتا ہے اگر اس سلسلے میں ہم مغربی معاشرہ کو مدنظر رکھیں تو 1789ء میں انقلاب فرانس کے بعد عورت کا کردار بدلنے کی بناء پر عائلی مسائل نے ایک خاص نہج اختیار کی۔ برصغیر پاک وہند اور مسلم معاشرے کو دیکھیں تو مغربی استعمار کے بعد کا دور تقریباً ہر علاقے میں نتائج کے اعتبار سے کچھ مشترک اثرات رکھتا ہے۔ جس کی بناء پر معاشرے میں پیدا ہونے والے مسائل میں بھی تقریباً یکسانیت ہے دوسری جنگ عظیم کے بعد ان مسائل میں شدت آتی چلی گئی۔ بیسویں صدی کے آواخر میں جدید ٹیکنالوجی کے انقلاب نے زمان و مکان سمیٹ کے رکھ دیا۔ اب آنکھ صرف اپنا گردو پیش نہیں بلکہ پوری دنیا دیکھتی ہے لہذا عصری عائلی مسائل سے مراد موجودہ دور کے مسائل ہیں خواہ ان کے وجوہ واسباب صدیوں پر محیط ہوں۔

عائلی زندگی کی تشکیل سے متعلقہ مسائل

اس ضمن میں جو مسائل ہیں وہ شادی اور نکاح کی حیثیت سے متعلقہ مسائل ہیں مثلاً نکاح سے گریز کے رجحانات کا فروغ، عائلی ذمہ داریوں سے فرار، بے نکاح ازدواجی زندگی سے معاشرہ کی ٹوٹ پھوٹ اور نئی نسلوں کا گھر کی چاردیواری کے تحفظ سے محروم ہو جانا، ہم جنس پرستی کا رُجحان کا پروان چڑھنا، اور اس کو قانونی تحفظ ملنے سے پیدا ہونے والے مسائل ہیں، تاخیر نکاح کے اسباب، مثلاً جہیز کے مسئلہ پر افراد، ذات برادری، وٹہ سٹہ، لڑکیوں کی ملازمت اور اعلیٰ تعلیم اور نکاح کی تقریب میں سادگی کو چھوڑ کر بے شمار رسوم ورواج کی پیروی کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ معاہدہ نکاح سے متعلقہ مسائل مثلاً والیدن اور لڑکیوں کے اختیار نکاح کی حدود، فرار کی شادیاں، جبری نکاح، قرآن سے شادی، ونی کی رسم اور مہر سے متعلقہ مسائل ہیں۔

عائلی نظام زندگی سے متعلقہ مسائل

دیگر معاشرتی اداروں کی طرح عائلی زندگی کا ادارہ بھی اپنی تنظیم کے لیے کچھ قواعد وضوابط کا محتاج ہے ان قواعد وضوابط سے روگردانی کی بناء پر عائلی زندگی

اندرونی طور پر بے شمار مسائل کا شکار ہے۔ مثلاً بیوی کی کفالت کی حدود، ان سے روگردانی، عورت کا کسب معاش کا حق، نکاح کے بعد عورت کی حیثیت اور دائرہ کار، عورت کی ملکیت پر اس کا حق استعمال، عورت کا سکونت کا حق، شوہر کی عدم موجودگی میں منکوحہ کی سکونت، سسرال کی خدمت کی شرعی حیثت، عورت کا الگ سکونت کا حق، مشترکہ خاندانی نظام سے پیدا ہونے والے مسائل، خواتین پر تشدد کا بڑھتا ہوا رجحان اور قتل غیرت وغیرہ مسائل اس ضمن میں شامل ہیں۔

عصری عائلی مسائل کی صورتحال

عائلی زندگی، اجتماعی زندگی کا بنیادی پتھر ہے اجتماعی زندگی اس وقت ترقی کرتی ہے جب زوجین کا سماجی رشتہ ٹھیک ہو اور جنسی تعلق بھی صحیح ہو، عورت کی سعی وجدوجہد میں جو خلا رہ جائے اس کو مرد پُر کرے اور مرد کی دوڑ دھوپ میں جو نقص اور کمی ہو اس کو عورت پورا کرے۔ اسی طرح جنسی تعلق کو اپنی فطری حد میں رہنے دیا جائے اور لذت کشی کا ذریعہ نہ سمجھا جائے لیکن اگر مرد و عورت کے سماجی و معاشرتی رشتوں میں عدم توازن اور جنسی تعلقات میں بے اعتدالی ہو تو معاشرہ زوال اور انحطاط کی طرف بڑھنے لگتا ہے کیونکہ سماجی رشتوں میں توازن نہ ہونے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اجتماعی زندگی کے بعض گوشے خالی اور ویران ہونے لگتے ہیں اور بعض گوشوں پر ضرورت سے زیادہ قوت صرف ہو جاتی ہے اور یہ دونوں ہی باتیں معاشرہ کے لیے تباہ کن ہیں۔ اسی طرح جنسی تعلق میں بے اعتدالی سے سوسائٹی یا تو بے راہ روی کا شکار ہو گی یا تجرد کی طرف مائل ہو گی اب تک کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جن قوموں میں جنسی آوارگی عام ہوئی وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکیں اور تجرد پسندی نے تو کسی تہذیب کو وجود ہی میں آنے نہیں دیا۔ (3)

طلاق کا بڑھتا ہوا رجحان، اس کے محرکات واثرات، مرد کا حق طلاق کا بے جا استعمال، طلاق ثلاثہ کا روز بروز فروغ پاتا ہوا رجحان، طلاق مغلظہ اور سکنٰی کے احکام اور طلاق تفویض وغیرہ کے ساتھ ساتھ فیملی کورٹس کی کارگردگی بھی شامل ہے۔ طلاق اور خلع سے پیدا ہونے والے معاشی و معاشرتی مسائل اور زوجین کی علیحدگی کی صورت میں بچوں کی حضانت وغیرہ کے مسائل بھی اسی ضمن میں آتے ہیں۔ بدقسمتی سے عائلی زندگی کا یہ خوبصورت قصر جو بنی نوع انسان کے لیے سائبان کا کام دیتا ہے اس میں دراڑیں پڑتی جا رہی ہیں، مغرب کی اباحیت پسندی اس کو ٹوٹ پھوٹ سے دوچار کر رہی ہے تو مشرقی روایات کی آڑ میں گھر اُجڑتے اور ویران ہوتے جا رہے ہیں۔

مغرب اور عائلی صورتحال

ریاست ہائے متحدہ اور بہت سے دیگر ممالک میں بہت سے بچے شادی کے بندھن کے بغیر پیدا ہوتے ہیں بعض کم سن نو عمروں سے بہت سی نو عمر لڑکیاں کئی ایک بچے پیدا کرتی ہیں جن کے والد مختلف ہوتے ہیں تمام دنیا سے رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ لاکھوں بے خانماں بچے سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں۔ بہتیرے بدسلوکی کرنے والے گھروں سے بھاگے ہوئے ہیں یا ایسے خاندانوں سے نکال دیے گئے ہیں جو مزید ان کی کفالت نہیں کر سکتے۔ خاندان بحران کا شکار

ہے۔اس کے علاوہ عنفوان شباب کی بغاوت، بچوں کے ساتھ بد سلوکی، رفیق حیات کی طرف سے تشدد، شراب خوری اور دیگر تباہ کن مسائل بہت سے خاندانوں کی خوشی چھین لیتے ہیں۔[4]

ایک خاندان، ایک گھرانہ ایک بہت ہی حیرت انگیز بنیاد اور اساس کی حیثیت رکھتا ہے جس کے ذریعے اچھائی اور نیکی کا سبق حاصل کیا جاسکتا ہے۔امریکہ میں عام طور پر ایک خاندان، گھرانے کو کچھ زیادہ اہم نہیں سمجھا جاتا۔ میڈیا نے ایسا انداز اختیار کر لیا ہے۔اخلاقی طور پر تمام ممنوعات کو صحیح سمجھا جارہا ہے۔ معاشرے کی کج روی انسان کو بے انتہاء خوف زدہ کررہی ہے۔عائلی زندگی کی شکست وریخت میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ طلاق بڑی تیزی سے عام ہوتی جارہی ہے، لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد شادی کی ذمہ داریوں کے بغیر اکٹھے رہنے کو ترجیح دے رہی ہے اس طرح کے رجحانات تمام دنیا میں دکھائی دیتے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک لکھتے ہیں کہ :

''اس میں شک نہیں کہ مغربی عورت نے ۲۰۰ سال کی جاں گسل جدوجہد کے بعد سماجی، معاشی، قانونی اور سیاسی حقوق حاصل کر لیے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس جدوجہد کے دوران اس نے اپنا سب کچھ کھو دیا ہے۔اگر مغرب کی عائلی زندگی کا قریب سے مشاہدہ کیا جائے تو مغربی معاشرہ کی کھوکھلی اقدار کھل کر سامنے آجاتی ہیں۔ مغربی عورت سکون قلب کی دولت سے محروم ہو چکی ہے۔اس کی عزت وآبرو اور نسوانی شرف سب قصہ پارینہ بن چکے ہیں۔''[5]

پاکستان اور عصری عائلی صورتحال

عائلی نظام کی تخریب کی جو لہر سارے عالم میں پھیل رہی ہے ارض پاکستان بھی اس سے محفوظ نہیں محمد اقبال کیلانی ان حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ہمارے معاشرے میں چادر و چار دیواری کے اندر زندگی کس قدر المناک بن چکی ہے۔اس صورت حال کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے ارباب حل وعقد، دانشور اور پڑھے لکھے مرد وخواتین اسلامی تعلیمات سے رجوع کرتے۔ازدواجی زندگی میں اسلام نے مرد و عورت کو جو حقوق عطاء فرمائے ہیں ان کا تحفظ کیا جاتا۔ ہمیں اعتراف کرنے میں قطعا کوئی تامل نہیں کہ چادر و چار دیواری کے اندر عورت مجموعی طور پر بہت مظلوم ہے۔اس کی دادرسی ہونی چاہیے معاشرے میں اسے عزت اور باوقار مقام ملنا چاہیے۔''[6]

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

''یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا پلڑا ہلکا ہو گیا ہے، شوہر اپنی قوامیت کے مظاہر کے لیے ہر وقت آمادہ نظر آتے ہیں لیکن حسن سلوک کے معاملے میں تہی دست ہیں۔''[7]

انہیں حالات کی منظر کشی کرتے ہوئے مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''مرد یہ چاہتے ہیں کہ بیوی پر اس طرح کا رعب جمائیں جس طرح نوکر پر جمایا کرتے ہیں، یہ نہایت سنگدلی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس تعلق کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔''(8)

یہی وجہ ہے کہ عائلی زندگی سنگین مسائل سے دوچار ہے اور وہ زندگی جو مہر و محبت اور سکون و اطمینان کا باعث ہونا چاہیے تھی، نفرتوں، عداوتوں اور رنجشوں کا پیش خیمہ ثابت ہو رہی ہے۔ حالات گھمبیر صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ خواتین فیملی عدالتوں میں الگ الگ تنسیخ نکاح، حق مہر، نان ونفقہ، جہیز کے سامان کی واپسی کے دعوے دائر کرتی ہیں، خواتین ان دعوؤں کا سبب شوہروں سمیت، ساس، سسر اور نندوں کا طعنہ دینا، تشدد کرنا، خرچہ نہ ملنا، منفی سرگرمیوں میں ہونے کے لیے دباؤ ڈالنا قرار دیتی ہیں۔ پہلے فیملی کورٹس میں چند گنتی کے لوگ اپنے مسائل لے کر آتے تھے مگر جب سے حکومت نے روشن خیالی جیسے نقطہ نظر کو اٹھایا ہے اور حقوق نسوان کا بل پاس کیا ہے۔ اس وقت سے یہ تعداد سینکڑوں سے ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ جو کہ معاشرے کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

عصری عائلی مسائل میں اضافہ کی وجوہات

میاں بیوی کے درمیاں طبائع کے اختلاف کی بناء پر معمولی شکر رنجیوں کا پیدا ہو جانا کوئی فطری امر نہیں ہے لیکن ان اختلافات کا بڑھ جانا اور عائلی عمارت کا زمین بوس ہو جانا اور ان حادثات کی تعداد کا بڑھتے چلے جانا ایک لمحہ فکریہ ہے ان اسباب وعلل کو دور کرنے کی ضرورت ہے جو اس خوبصورت رشتے کے المناک انجام کا باعث بن رہے ہیں، ذیل میں ان اسباب ووجوہ کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں ملاحظہ کیجئے۔

1. اسلامی تعلیمات سے بے نیازی

حیات انسانی کا ایک اہم شعبہ ازدواجی زندگی ہے جس میں مرد اور عورت کو ہمدردی، مروت اور محبت کے ساتھ نفع ونقصان کا ساجھی بن کر شریک حیات بننا پڑتا ہے۔ مرد اور عورت کے اس خاص جوڑ اور ملاپ کا اسلامی نام نکاح ہے جو کسی نہ کسی شکل میں ہر ملک اور ہر نسل میں ہمیشہ سے جاری ہے اور انسان جب تک آباد ہے انسانی معاشرت کا یہ سلسلہ بری یا بھلی صورت میں قائم ہے اور رہے گا۔ زندگی کے اس اہم شعبہ میں جس قدر خرابیاں اور نقائص اور بدمزگیاں پیدا ہوتی ہیں اس کی وجہ اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے کہ شادی کرنے والا جوڑا اپنے ازدواجی تعلقات ومعاملات میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے پیغام رحمت اور ان کے بتلائے ہوئے نقوش سے مستغنی اور بے نیاز ہو کر اپنی ماری تاری چلانے لگتا ہے جس کے نتائج دونوں یا ایک کی زندگی کے لیے تباہ کن اور دوگھروں کی بربادی کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔(9)

شریعت اسلامی نے مسلمانوں کی ازدواجی زندگی کے لیے ایک ایسا نظام عطاء کیا جو سادہ اور پاکیزہ ہونے کے علاوہ تمام سابقہ نظاموں سے بہتر تھا۔ ابتدائی اسلامی دور میں اس نظام پر صدق دل سے عمل کیا گیا اور اسلامی معاشرہ ساری دنیا میں ایک اعلیٰ معاشرہ شمار ہونے لگا بعد میں مسلمان عیش و عشرت میں پڑ کر اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے چلے گئے اور وہ دینی تعلیمات سے غفلت برتنے لگے اس تبدیلی سے اسلامی معاشرے میں بہت سے گھرانوں کا سکون برباد ہونے لگا۔ اسلام سے دوری کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوا کہ لوگوں نے اسلام کو محض چند عبادات تک محدود کر لیا اور باقی معاملات میں اسلامی احکامات کو یکسر فراموش کر دیا۔ باقی معاملات کی طرح شادی جیسے اہم معاملے میں بھی اسلام کی تفصیلی تعلیمات موجود ہیں جن پر عمل کا نتیجہ ایک کامیاب ازدواجی زندگی کی صورت میں سامنے آتا ہے اور ان سے اعراض کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے کہ شاید ہی کوئی گھرانہ محفوظ ہو ، ورنہ شادی کے کچھ ہی عرصہ میں فریقین کی طرف سے اعتراضات اور نزاع واختلافات کا لامحدود سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو بالآخر بعض اوقات علیحدگی پر ختم ہوتا ہے۔ ان ناکامیوں کی بنیادی وجہ تو اسلامی تعلیمات پر عمل نہ کرنا ہے۔(10)

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز، روزہ کی پابندی تو کرتے ہیں لیکن اسلامی تعلیمات کے بنیادی تصور تقویٰ سے ناواقف ہوتے ہیں باہم ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی پر توجہ نہیں دیتے۔ طارق رمضان اسی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "There is an urgent need for education and training not only of girls and women, but also of fathers and all of men, the worst enemy of the rights of woman is not Islam but ignorance and illiteracy, to which we may add the determining role of traditional prejudice"(11)

منیر احمد خلیلی لکھتے ہیں:

> "اسلامی تحریکوں سے وابستہ ایک خاصی تعداد ایسے لوگوں کی پیدا ہو گئی ہے جن کے افکار و نظریات ، اخلاق و کردار اور عقائد کا ہلکا سا رنگ بھی ان کے خاندان پر دیکھنے میں نہیں آتا۔ اولاً ایسے گھرانے جہاں صاحب خانہ تحریک و تنظیم کی سرگرمیوں میں گم رہتا ہے اس کے بیوی ، بچے ، دین کے بنیادی تقاضے بھی پورے نہیں کرتے ، دوسرا یہ کہ ایسے گھرانے جہاں میاں بیوی اور اولاد اور والدین کے اندر ربط و تعلق ، ہم آہنگی اور خوشگواری کا فقدان ہے۔ خانگی فضا ، در گرمی ، جوش باہمی احترام و محبت اور شفقت و پیار سے خالی ہے۔ تیسرا یہ کہ ایسے گھرانے ہیں جہاں مرد جاہلی روایات کے تحت سمجھ بیٹھا ہے کہ محض مرد ہونے کی وجہ سے وہ جابرانہ اور آمرانہ اختیارات کا مالک

ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک بدو اور بڑھیا کے سوالات کو آزادی رائے کی مثال قرار دینے والا گھر کے اندر اپنی رائے اور اپنے فیصلے سے اختلاف کو سنگین جرم سمجھتا ہے اور ایسے مجرم کو خواہ وہ اس کی بیوی ہو، یا بیٹا، بیٹی سخت سزا کا موجب گردانتا ہے، مذکورہ بالا تینوں رجحان اسلامی تقاضوں اور تعلیمات کے منافی اور خاندانی نظام واستحکام کو نقصان پہچانے والے ہیں۔"[12]

2. عائلی فرائض سے عدم توجہی

اسلام نے ازدواجی زندگی کو مضبوط اور پر سکون بنانے اور اختلافات اور نزاعات سے بچانے کے لیے زوجین میں سے ہر ایک کے فرائض بیان کیے ہیں، اگر فرائض کو توجہ اور دل جمعی سے ادا کیا جائے تو محبت خود بخود بڑھتی چلی جاتی ہے، اگر ان فرائض سے صرف نظر کیا جائے تو باہم نفرت اور کراہت کا رویہ جنم لیتا ہے، نفرت کی لہریں زوجین، اولاد، دو خاندانوں میں ہی نہیں بلکہ بڑھتے بڑھتے پورے معاشرے میں بے سکونی پھیلا دیتی ہیں۔ آج کل مسائل کی کثرت کا ایک سبب ان فرائض سے زوجین کی عدم توجہی بھی ہے۔ اسلام نے عائلی زندگی کی برقراری کی صورت میں کچھ قواعد وضوابط دیئے ہیں اور اگر کدانخواستہ کسی معقول سبب کی بناء پر زوجین میں علیحدگی کا راستہ منتخب کرنا پڑے تو بھی ((فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ))۔ کا حکم دیا۔ اوران سے منہ پھیرنے والے کو ((وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ)) کی وعید سنائی ہے۔[13]

3. حسن سلوک کا فقدان

زوجین کے درمیان حسن سلوک ہی اس رشتے میں مؤدت ورحمت کا باعث بنتا ہے آج کل حسن سلوک کا فقدان ہو گیا ہے جس بناء پر دلوں کی دوری کا سفر تیزی سے جاری ہے۔ عورت مال و دولت سے زیادہ خاوند کی محبت، حسن سلوک اور دلجوئی کی خواہش مند ہوتی ہے، شوہر کی جانب سے اگر اس کو محبت کے پھول ملتے رہیں اور نرم ونازک باتوں سے اس کی دل جوئی ہوتی رہے تو وہ غربت وافلاس میں بھی اپنی زندگی کے دن ہنسی خوشی گزار دیتی ہے لیکن اگر شوہر کی جانب سے اسے ترش روئی اور جھڑکیوں کے طمانچے ملیں تو مال و دولت کے ڈھیر بھی اس کے لیے کانٹوں کا بستر ہوتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿استوصوا بالنساء خيرا فانما هن عوان عندكم ﴾[14]

"عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور اگر کسی وجہ سے تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت بھلائیاں رکھ دی ہوں"[15]

محمود مہدی لکھتے ہیں:

"بعض لوگ اس لیے گمراہ ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو جنسی ملاپ کی خاطر رکھتے ہیں اس طرح اپنی اہلیہ کی زندگی کو ویران واجیرن بنا

دیتے ہیں اسے بے نتیجہ اور تنگ وتاریک کر دیتے ہیں، نیک بخت خاوند وہ ہوتے ہیں جو اپنی بیوی کو دوسرے مقاصد کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنا دوست اور رفیق حیات تصور کرتے ہیں، ہر معاملہ میں اچھا برتاؤ کرتے ہیں جو شادی میاں بیوی کو جنسی ملاپ کے سوا کوئی فائدہ نہ دے اس شادی کو شادی کا نام دینا بھی درست نہیں ہے۔ یہ حسن سلوک محض مرد ہی نہیں عورت کی طرف سے بھی ہونا چاہیے، بیوی بھی شوہر کی طرح اس کے دکھ سکھ، صحت و بیماری، خوشحالی وبدحالی اور جوانی و بڑھاپے میں بھلے سلوک کی کوشش کرے۔"[16]

4. قوامیت کا نامناسب استعمال

اللہ تعالیٰ نے عائلی نظام کی استواری اور پختگی کے لیے مرد کو قوامیت کا درجہ عطاء کیا۔[17] لیکن مردوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں، جو اپنے منصب قوامیت کو عورت کے استحصال کا ذریعہ بنالیتے ہیں قوام کی حیثیت سے وہ یہ معنیٰ نکال لیتے ہیں کہ ان کو حاکم مطلق، اور ڈکٹیٹر کے اختیارات حاصل ہیں، وہ عورت کو اپنی رفیقہ حیات قرار دینے کے بجائے اپنی لونڈی سمجھنے لگتے ہیں۔ زبان اور ہاتھ کے ناروا استعمال کو اپنا حق گردانتے ہیں۔[18] نسیم احمد انہی حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

The husband assumes the role of ruler, superior, controller, oppressor and master, while the wife on the other hand, is reduced to slave, a captive, a low, inferior and submissive creature"[19]

قوامیت کا مطلب عورت پر حکمرانی نہیں بلکہ اس نگہبانی ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک قوامیت کی حدود پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"لوگ بالعموم قوام کا ترجمہ "ایک درجہ برتر" کرتے ہیں حالانکہ قوام کا لفظ اقامہ سے نکلا ہے۔ اقامہ کے معنٰی ہیں کھڑے ہو جانا، جہاں تک قوام کے معنٰی کا تعلق ہے تو اس لفظ کے معنٰی یہ نہیں کہ مرد کو عورت پر ایک درجہ برتری یا فضیلت حاصل ہے، بلکہ یہ ہیں کہ مرد کی ذمہ داریاں ایک درجہ زیادہ ہیں۔" [20]

قوامیت کے اس غلط تصور نے عورت کی حیثیت کو تباہ کن حد تک متاثر کیا جس کا اثر عائلی زندگی کی شکستگی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جبری شادیاں، عورتوں پر ناروا تشدد، غیر انسانی سلوک حقوق مثلاً حق مہر، وراثت اور جائیداد سے جبری محرومی کی صورت میں رونما ہوا۔

5. بلاوجہ غیرت اور اشتعال

غیرت ایک عمدہ جذبہ جو عزت و عصمت کی حفاظت کے لیے ضروری ہے لیکن دیگر تمام جذبوں کی طرح اگر یہ حد سے بڑھ جائے تو برائی بن جاتا ہے۔ خاوند کی

اپنی بیوی کے معاملے میں غیرت متوازن ہونی چاہیے نہ حد سے بڑھ جائے اور نہ حد سے کم پڑ جائے۔ نہ تو عزت و غیرت کے معاملے میں اتنا ڈھیلا پڑ جائے کہ کسی بات کی کوئی پرواہ نہ ہو تو بے غیرت کہلائے دیوث بن جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿ان الله لا ينظر الى الديوث يوم القيامة ولا يدخله الجنة﴾[21]

''بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دیوث کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ ہی اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔''

دیوث اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے عزت کی کوئی پرواہ نہ ہو گھر والوں کو بے غیرتی میں مبتلا پائے اور کاموش رہے۔ نہ یہ جذبہ اتنا بڑھ جائے کہ بلاوجہ بیوی پر شک کرنے لگے حد سے بڑھی ہوئی غیرت بھی ازدواجی جھگڑوں کا سبب بنتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿ ان من الغيرة غيره يبغضها الله عزوجل وهى غيرة الرجل على اهله من غير ريبة﴾[22]

لہذا حد یہ سے بڑھی ہوئی غیرت ہی ہے جو ذرا شک پر خواتین کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ کاروکاری کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ بعض معاملات میں عورتیں اپنی عزت وعصمت کی حفاظت سے غافل ہو جاتی ہیں جو نیک عورت کی بنیادی صفات میں سے ہے، یہ بات بھی عائلی مسائل کا سبب بن جاتی ہے۔ میڈیا کی وجہ سے معاشرے میں اخلاقی کرپشن بڑھ گئی ہے۔ خواتین مردوں پر ایسے ایسے الزام لگاتی ہیں کہ سنتے ہوئے شرم آجاتی ہے۔

6. ازدواجی فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی

نکاح کے وقت جب ایک جوڑا رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتا ہے تو ان کا مقصد صرف یہی نہیں ہوتا کہ اب انہوں نے زندگی بھر ایک دوسرے کے ساتھ ملازموں کی طرح مل جل کر کام کرنا ہے اور زندگی کی گاڑی کو جیسے تیسے بن پڑے گھسیٹتے ہوئے دن پورے کرنے ہیں بلکہ مرد و عورت کا آپس میں ایک جسمانی رشتہ بھی ہوتا ہے جب تک میاں بیوی ایک دوسرے کے جسمانی حقوق ادا کرتے رہیں، ایک دوسرے کے جذبات کی تسکین ہوتی رہے گی اگر ان حقوق کی ادائیگی میں کسی فریق کی حق تلفی ہو تو یقین کر لیں دلوں میں دراڑ پڑنے لگ جائے گی۔ کیونکہ شادی کا ایک بنیادی مقصد باہم زوجین کی جنسی ضرورت کا پورا ہونا بھی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿هلا جارية تلاعبها و تلاعبك﴾[23]

مرد کی فطری ضرورت کو پورا کرنے کا حکم بیوی کو تاکید ادیا گیا اور انکار سے منع کیا گیا۔[24] ان حقوق میں کوتاہی میاں بیوی کو آپس میں متنفر کر دیتی ہے۔ ان کی ایک دوسرے سے دلچسپیاں ختم ہونے لگتی ہیں، ان حقوق میں کوتاہی اگر مرد کی طرف سے ہو تو عورت کے دل میں بدگمانیاں کے ساتھ ساتھ مرد سے نفرت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ مرد کے بھی بیوی پر کچھ حقوق ہیں اگر بیوی انہیں پورا نہ کرے تو مرد کے دل میں نفرتوں کا الاؤ پکنے لگتا ہے۔ مرد اپنی بعض مصروفیات کی

بناءپر عورتوں کی طرف توجہ کم کردیتے ہیں۔حالانکہ بیوی کو مسلسل توجہ کی ضرورت ہوتی ہے،گھریلوامور،بچوں کی پرورش وتربیت میں پڑکر یا بعض اوقات ملازمت کے مسائل میں الجھ کر بیوی میاں سے اعراض کارویہ اختیار کرلیتی ہی ٔاس طرح گھریلوسکون واطمینان رخصت ہو جاتاہے۔

7. عورت کی گھریلوذمہ داریوں سے لاپرواہی

اسلام نے اندرون خانہ کام کی ذمہ داری عورت پرڈالی ہے کہ عورت کوان ذمہ داریوں کا شعور ہوناچاہیے۔ان کاموں کی ادائیگی کی تربیت حاصل کرنا بھی اس پر لازم ہے۔بعض اوقات کواتین کاان کابنیادی ذمہ داریوں سے منہ موڑناعائلی جھگڑوں اور مسائل کاسبب بن جاتاہے لڑکیوں کی اس انداز میں تربیت ضروری ہے کہ وہ گھریلوامور کو بہتر طریقے پر سرانجام دے سکیں،افراد خانہ کے ساتھ مضبوط روابط قائم کرسکیں۔رضی الدین سید لکھتے ہیں:

''آج کل شادی کے افسوس ناک انجام کی صورتحال یہ ہوگئی ہے کہ رشتے طے کرانے والی معروف خواتین اور خلع وطلاق کی خاتون وکلاء تک شکوے کرنے لگی ہیں کہ گھر کے بگاڑ میں بڑاکردار ہماری لرکیوں کاہی ہے۔اس پر مستزاد لڑکی کے والدین اور بہن بھائی ہیں جواپنی بیٹی یابہن کو شوہر نہ دبنے،ساس اور نند کو جواب دینے اور شوہر سے مطالبے کرنے پراکساتے ہیں۔وہ بار بار اسے اعتماد دلاتے ہیں کہ فکر نہ کروہم یہاں موجود ہیں تاآنکہ گھرٹوٹ جاتاہے اور لڑکی والیدن کے گھر آکے بیٹھ جاتی ہے۔''[25]

شادی کے بعد عورت نے خود کواس نئے ماحول میں ڈھالنا ہوتاہے بہت سی باتوں کو فراموش کرکے نئی چیزوں کواختیار کرناہوتاہے۔اس انقلاب کو قبول کرنے کی تیاری دراصل والدین کے گھر ہوتی ہے لیکن جو والدین اس نہج پراپنی لڑکی کی تربیت نہیں کرتے سسرال اس کے لیے ذہنی وجذباتی لحاظ سے اذیت گاہ بن جاتا ہے،آج اگر سروے کیاجائے تومثالی گھرانے شاید چراغ لے کر بھی نہ ڈھونڈے جاسکیں۔متعدد گھرانے ایسے ہیں کہ ایک چھت کے نیچے رہتے ہوئے بھی میاں بیوی اجنبی ہیں۔ایک ساتھ کھانے کے باوجود دل پھٹے ہوئے ہیں۔میاں بیوی میں ذہنی طور پر بعد المشرقین ہے۔لیکن مجبوریاں ہیں جنہوں نے ایک کو دوسرے کے ساتھ باندھ رکھاہے،میاں بیوی اور بچوں کے حقوق کی ادائیگی تو دور کی بات اثریت ان کے بارے میں نابلد وناآشناہے۔

8. عورت کی ملازمت

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ عورتوں کی طبعی ذمہ داریاں یافطری وظائف اندورون خانہ سے متعلق ہیں اسی لیے اسے ﴿وَقَرۡنَ فِيۡ بُيُوۡتِكُنَّ﴾[26] کاحکم دیاہے۔انسان کی عائلی زندگی میں سب سے بڑامسئلہ اس وقت پیداہوتاہے کہ جب عورت اپنے فطری مقصد تخلیق سے بے نیاز ہوکراوراپنے جگر گوشے کواپنے دل میں سموئی ہوئی موسیقی سے محروم کرکے گھر سے باہر قدم نکالتی ہے۔اور مرد کے ساتھ کسب معیشت میں شریک ہوجاتی ہے۔[27] زینب الغزالی لکھتی ہیں: آزادی اور ملازمت کاشوق آج عورت کواس کے اصل مرکز عمل اور حقیقی کارگاہ حیات یعنی اس کے گھر سے اسے باہر نکال کرلے گیاہے۔یہ خود عورت کے

لیے اور مجموعی طور پر مسلم معاشرے اور ملت کے لیے سب سے بڑا گھمبیر مسئلہ بن گیا ہے، اس کا حل یہ ہے کہ عورت پلٹ کر اپنی قلمرو میں آجائے اور باہر کے مسائل مرد پر چھوڑ دے۔ ناگزیر حالات کے سوا گھر سے باہر کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز نہ بنائے۔ نسلوں کو چند ٹکوں کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہیے اس طرح اولاد ہی ضائع نہیں ہو رہی بلکہ ازدواج کے وظائف بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ ازدواجی زندگی کی عمارت ہدم و شکست اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے۔ خاندانی نظام استحکام سے متزلزل ہو رہا ہے۔[28]

منیر احمد خلیلی لکھتے ہیں:

''جدید دور میں شیطانی نظام کے اندر عورت نے گھر سے نکل کر خود کمائی کرنے اور خود کفالتی کا درجہ پانے کے لیے جدوجہد شروع کی تو اس کا سب سے بڑا اثر خاندانی نظام، ازدواجی رشتے اور کانگی ماحول پر پڑا عورت نے سوچنا شروع کر دیا کہ اب وہ شوہر کی محتاج نہیں رہی جب اپنی معاش خود کما رہی ہو تو شوہر کی اطاعت اس پر کہاں لازم رہی ہے۔ یہی سوچ آزادی نسواں کے نظریے کی بنیاد بنی۔ اسی نے خاندانی نظام کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں اسی وجہ سے شادی ایک کھیل بن گئی۔ اور طلاق ایک معمول۔ اسلام کی اپنی تعلیمات ہیں اور زندگی کے بارے میں اپنے خاص اصول ہیں، اسلامی نظام میں رشتہ ازدواج کی استواری پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کا ذریعہ، ایک سماجی ذمہ داری، ایک شرعی تقاضا اور نبوی سنت ہے۔''[29]

9. زوجین کے انتخاب کے معیار

زوجین میں سے ہر ایک دوسرے کے اخلاق و کردار سے متاثر ہوتا ہے اس لیے زوجین کے انتخاب میں دینداری اور تقویٰ کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے حسب نسب، مال، جمال، اور دینداری میں سے دین کو ترجیح دینا کا حکم دیا۔[30] عصر حاضر میں یہ رجحان چل نکلا ہے کہ لوگ دیندار رشتے تلاش نہیں کرتے بلکہ اکثر تو دینداری کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے، حسن و جمال، دولت و شہرت، نوکری کاروبار، زمین و جائیداد اور دنیاوی علم و ہنر ہی کو سب کچھ سمجھا جاتا ہے اور اس میں بھی معیار اتنا اونچا رکھا جاتا ہے کہ تلاش کرتے کرتے عمر ہی گزر جاتی ہے۔ بالخصوص امارت کو بہت زیادہ ترجیح دی جاتی ہے لیکن جب انسان گھروں کو بساتے وقت صرف ظاہری شان و شوکت اور نمود و نمائش کو مدنظر رکھتا ہے تو گھر بنتے نہیں ٹوٹتے ہیں۔ پہلے وقتوں میں رشتے طے کرتے وقت حسب نسب کے ساتھ ساتھ لڑکی کی سیرت اور صورت کو پرکھتے تھے اور جس گھر میں سگھڑ پن، اخلاق و اطوار اور رکھ رکھاو والی لڑکی ہوتی، چاہے مالی حیثیت میں کم ہوتی ہر ایک کی خواہش ہوتی تھی کہ اس کو بہو بنا کر گھر لائے تاکہ گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔[31]

جس طرح بیوی کا اچھا ہونا ضروری ہے اسی طرح شوہر کا انتخاب میں بھی اخلاق و کردار، دینداری و تقویٰ کو معیار بنانا چاہیے، بعض لوگ اپنی بیٹی کا رشتہ اس طرح

کر دیتے ہیں جیسے کوئی بکری کسی کو بیچی جارہی ہو، اب بکری لینے والے کی مرضی اسے گھاس کھلائے یا اسے ذبح کرے، کتنے بے رحم اور ظالم ہوتے ہیں وہ ماں، باپ اپنی بچی کا رشتہ کسی نالائق اور بدفطرت انسان سے صرف مالی لالچ کی بنیاد پر کر دیتے ہیں۔ پھر بیٹی کو دنیا میں ہی جہنم مل جاتی ہے۔(32)

اسی طرح رشتوں کے انتخاب میں بعض اوقات لڑکی یا لڑکے کی پسند کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ جبری، بے جوڑ اور ناپسند کی شادیاں بھی مسائل کے انبار میں اضافے کا باعث بن رہی ہیں کیونکہ شادی صرف جسم کا ہی نہیں بلکہ روح اور دل کا تعلق بھی ہے۔ ناپسندیدہ ماور میں بدن تو مجبوراً اطاعت کر ہی لیتا ہے جبکہ دل اور روح کو اطاعت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا یوں بے دل، بے روح رشتہ فریقین کے لیے مؤدت اور رحمت اور سکون و اطمینان کی بجائے نفرتوں، کراہتوں اور شکر رنجیوں کا باعث بن جاتا ہے۔

10. علاقائی رسوم و رواج کی پیروی

اسلامی تعلیمات سے دوری اور بے نیازی سے مسلمانوں نے ازدواجی معاملات کے بارے میں علاقائی رسوم و رواج کا اثر قبول کیا۔ اسلام مختلف علاقوں میں پھیلا۔ جغرافیائی حالات اور زمانی تغیرات کی بناء پر ہر علاقے کے رسوم و رواج میں فرق ہوتے ہیں، اسلام کی حقیقی تعلیمات سے بے نیازی کی بناء پر ہر شعبہ زندگی میں رسوم و رواج نے متاثر کیا۔ ازدواجی زندگی کی تشکیل و تنظیم اور تفریق سے متعلقہ معاملات پر بھی اثر پڑا۔ بطور خاص عورت کی حیثیت اور اس کے بارے میں علاقائی رسوم و رواج نے عائلی زندگی میں بے شمار مسائل کو جنم دیا ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

"The second cause is the influenced of non-Muslim Culture. Due to this influence several customs and superstitions that are opposed to the Muslim marital Law and its sprit, have found their way into the marital relations of Muslims. The result is the Islamic concept of marital relationship has been wiped off the minds of a great majority in many cases the Hindu concept prevails reducing the wife to the status of a slave and elevating the husband to status of Lord or a God."(33)

انگلینڈ کی ایک خاتون محترمہ عائشہ لیمو لکھتی ہیں:

"عورت کی حیثیت کے بارے میں ہر ملک میں جو تصورات موجود ہیں ان کا انفرادی طور پر الگ الگ جائزہ لینا چاہیے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ممالک میں اسلام سے پہلے جو تہذیبی اثرات کارفرما تھے، ان کے زیر اثر یا اسی طرح جدید ثقافتی عوامل کے تحت جو علاقائی رسوم و رواج بروئے کار آئے ان کی وجہ سے یہ تصورات ہر دور اور ہر ملک میں ایک دوسرے سے بہت مختلف رہے۔(34)

ڈاکٹر علی شریعتی ان رسوم ورواج سے ہمارے عائلی معاملات کے متاثر ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مذہب کا تعلق وحی والہام سے ہے، جبکہ اجتماعی روایات کا تعلق اجتماعی نظام سے ہوتا ہے اور مختلف ادوار میں قوموں اور قبیلوں کے رسم ورواج بدلتے رہے ہیں۔ ہم نے ان متضّد حقیقتوں کو مخلوط کر کے ایک آمیزہ تیار کر لیا ہے اور اس کو ایسے قالب میں ڈھالا ہے جس کا تعلق قبائلی اور موروثی رسوم ورواج سے ہے اور ہم ان رسوم ورواج کو مذہب کے نام پر تحفظ دینا چاہتے ہیں"[35]

11. دیگر اقوام کے ساتھ معاشرت کے اثرات

عمر احمد عثمانی، احمد امین مصری کی کتاب ضحیٰ الاسلام کے ترجمہ "اسلام پر کیا گزری" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی ہزار سالہ تاریخ پر طائرانہ نگاہ ڈالیے۔ یہاں کچھ تو ہندوستان کے قدیم باشندے تھےs جو پہلے سے یہاں بودوباش رکھتے تھے، جن کی تہذیب وثقافت تھی اور اپنی رسوم وتقلیدات تھیں، محمد بن قاسم کے حملے کے ساتھ عرب اقوام نے ادھر کا رخ کیا اور وہ یہاں آکر آباد ہو گئیں، ان کی بھی اپنی زبان اور اپنی ثقافت اور اپنی رسوم وتقلیدات تھیں۔ اس کے بعد ایرانی، افغانی ، ترکی اور تاتاری قوموں نے ادھر کا رُخ کیا اور ہر قوم اپنے ساتھ اپنی زبان، ثقافت، اور اپنی رسوم وتقلیدات لے کر آئیں۔ یہاں کے قدیم باشندوں میں سے ایک جم غفیر اسلام میں داکل ہوتا رہا۔ اس کے بعد اختلاط ومتزاج کا عمل شروع ہوا اور اثراندازی اور اثرپذیری سے کچھ عرصہ کے بعد ہندی مسلمانوں کی جو مرکب زبان، مرکب ثقافت، مرکب رسوم وتقلیدات تیار ہوئیں وہ ہمارے سامنے ہیں کہ ان کی زبان ان تمام زبانوں کا مجموعہ اور ان کی تہذیب تمام تہذیبوں کا ایک معجون مرکب ہے۔"[36]

مولانا تقی عثمانی انہی اسباب وعلل کا جائزہ لیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

"ہندوستان میں مغربی تسلط کا دور اس لحاظ سے بھی مسلمانوں کے لیے تاریک ترین دور تھا، ایک طرف تو غیروں کے تسلط کی وجہ سے ان کے عائلی قوانین ٹھیک قرآنی ہدایات کے مطابق نہ رہے۔ دوسری طرف ہندوؤں کے ساتھ شب وروز اختلاط نے ان کی معاشرے میں بے شمار ایسی رسمیں پیدا کر دی جو نہ صرف اسلامی اصولوں کے بالکل خلاف تھیں، بلکہ بڑی انسانیت سوز، انتہائی وحشیانہ، اور سخت ظالمانہ تھیں۔ اس طرح اس قوم نے جس کے پاس زندگی گزارنے کے لیے ایک بڑا متوازن اور سو فیصد فطری نظام موجود تھا، غیروں کے طور طریق اختیار کر کے اپنے آپ کو تباہ کن رسموں میں جکڑ لیا۔ حالات کی اس تبدیلی کا سب برا اثر بیچاری عورت پر پڑا اور اس تمام عرصہ میں یہ غریب ظلم وستم کے دہکتے الاؤ میں پڑی سسکتی رہی۔"[37]

12. حقوق نسواں سے خواتین کی ناواقفیت

مسلمانوں میں رفتہ رفتہ حقیقی اسلامی تعلیمات سے دور ہوتی چلی گئی۔اور اسلام محض نماز، روزہ، زکوۃ اور قرآن کی تلاوت تک محدود ہو گیا۔ خواتین کی اکثریت اپنے ان حقوق و فرائض سے ناواقف رہی جو عائلی زندگی اس کو عطاء کرتی ہے۔ اس کے فرائض تو طاقتور طبقہ (مرد) اسے یاد دلاتے رہے لیکن اکثر اس کے حقوق سے روگردانی کی گئی۔ دیگر اقوام کے ساتھ معاشرت نے اس کی حیثیت کو بہت متاثر کیا۔ نکاح کے معاہدہ میں برابر حیثیت کی رکن ہونے کے باوجود نکاح کے بعد اکثر اس کی زندگی لونڈی جیسی رہی۔[38]

عام مسلمان اپنے اس یقین اور ایمان کا زبان سے اظہار تو کرتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے ہیں۔ یہ حقوق لازماً ادا ہونے چاہیں۔ان میں ترمیم و تنسیخ کو وہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں براہ راست مداخلت تصور کرتے ہیں اور اسے روکنے اور اس قانون کی صحیح شکل میں باقی رکھنے کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے آمادہ نظر آتے ہیں لیکن عملاً وہ ان احکام کے پوری طرح پابند نہیں ہیں بلکہ قدم قدم پر ان کی خلاف ورزی ان سے ہوتی رہتی ہے، باپ بیٹی کے حقوق ادا نہیں کرتا، اس کی تعلیم و تربیت کی طرف اتنی توجہ نہیں دی جاتی جتنی کہ لڑکوں کی طرف دی جاتی ہے، لین دین میں دونوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ مختلف بہانوں سے وہ حق وراثت سے محروم رکھی جاتی ہے۔ ماں اور باپ کے ساتھ اولاد کا رویہ کاص طور پر شادی اور گھر بسانے کے بعد بہت غلط ہوتا ہے۔ان کے ساتھ حسن سلوک نہیں ہوتا ان کے قانونی حقوق ادا نہیں کیے جاتے ہیں، ان کے پاس اگر کوئی ذریعہ معاش نہ ہو تو وہ عسرت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بیوی کو شوہر سے محبت نہیں ملتی، سسرال میں اس کے ساتھ ملازمہ کی طرح سلوک ہوتا ہے، وہ اپنے بہت سے حقوق سے محروم رہتی ہے۔ بات بات پر سختی شروع ہو جاتی ہے، معمولی اختلافات طلاق کا بہانہ بن جاتے ہیں، مہر کے بارے میں یہ تصور ہے کہ وہ طلاق کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ طلاق نہ ہو تو اس کے ادا کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔[39]

13. عائلی بگاڑ اور شیطانی حربے

ابتدائے آفرینش سے ہی شیطان انسان کا دشمن بن گیا اور اس نے گمراہ کرنے کے لیے چہار اطراف سے انسان کو اپنے دام میں پھانسنے کے لیے کوشش جاری رکھیں۔اسی لیے قرآن نے انسان کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الشَّيْطٰنُ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾[40]

شیطانی کوششوں کا ہدف ابتداء ہی سے عائلی زندگی کا بگاڑ رہا ہے کیونکہ عائلی زندگی ہی انسانی اجتماع کی خشت اول ہے۔ اگر اجتماع میں بگاڑ پیدا کرنا ہو تو عائلی زندگی کو خراب کر دو، قرآن کریم نے اسی ہدف کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ﴾[41]

''اس سے وہ میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈلواتے ہیں۔''

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے لشکر بھیجتا ہے، اس کے نزدیک اس شیطان کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ پرور ہو۔ ایک شیطان ابلیس کے پاس آتا ہے اور اس کو اطلاع دیتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا ہے۔ ابلس کہتا ہے ہے تو نے کچھ نہ کیا، اس کے بعد ایک شیطان آتا ہے اور اطلاع دیتا ہے ﴿ **ماترکته حتیٰ فرقت بينه و بين امر اته قال فيدنيه منه و يقول نعم انت** ﴾ میں نے فلاں فلاں شخص کی جان نہ چھوڑی یہاں تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی۔''[42]

آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان کو اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تو نے اچھا کام کیا۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ شیطان کے اس حربے کی وجہ بیان کرتے ہوتے وہئے لکھتے ہیں:

''اس میں راز یہ ہے کہ اگر دوسروں سے عداوت ہو تو اس کا اثر دوسروں تک نہیں پہنچتا اور میاں بیوی میں لڑائی و طلاق ہو جائے تو دونوں خاندان میں جنگ ہوتی ہے۔ دو لوگوں کی عداوت پیدا کرے بس وہ دو میاں بیوی میں عداوت کروا دیتا ہے اس سے خود بخود دور تک سلسلہ پہنچ جاتا ہے۔''[43]

شیطان کے عائلی زندگی پر اثر انداز ہونے کی کئی صورتیں ہو سکتیں ہیں، ایک تو وہ شیطان جو ہر انسان کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔ بعض اوقات رشتہ داروں، عزیزوں میں سے کوئی رشتہ دینا یا لینا چاہتا ہے ناکامی کی صورت میں انتقاما جادو کروا دیا جاتا ہے تاکہ میاں بیوی کے دل جڑے نہ رہیں اور شادی ناکام ہو جائے۔ ساس بہو کے جھگڑے میں بھی اس کا سہارا لینے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے کبھی ساس کی طرف سے بیٹے کو صرف اپنا مطیع بنانے کے لیے اور کبھی بہو کی طرف سے صرف اپنا غلام بنانے کے لیے اسے سحر تفریق کہا جاتا ہے۔

14. ذرائع ابلاغ کے اثرات

شادیوں کی ناکامی اور ازدواجی اختلافات میں ٹی وی، فلموں، ڈراموں، فضول افسانوں، اور ناولوں پر مبنی رسالوں نے بھی بہت اہم کردار اور تربیت کا معاملہ ہو۔ گھر کے اندر ماں اور باپ کے درمیاں مکالمہ ہو، میاں بیوی کے تعلقات کا معاملہ ہو، گھر کی خواتین کے رویے کا معاملہ ہو، ان میں سے ہر چیز آج براہ راست

مغربی حملے کی زد میں ہے۔ ملکی ذرائع ابلاغ بھی فرد کے ذہن پر اثر ڈالنے میں کچھ پیچھے نہیں ہیں۔ذرائع ابلاغ میں تیز رفتار ترقی نے عائلی زندگی کو بے حد متاثر کیا ہے۔ مختلف گھروں کا رہن سہن میں فرق ہوتا ہے، سہولتیں اور نعمتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ میڈیا خوبصورت اور امیر ترین گھروں کا ماحول عموماً دکھاتا ہے۔ نگاہیں دیکھتی ہیں اور دل خواہشوں کے تانے بانے بننے لگتے ہیں۔ ہر انسان سہولتیں مہیا نہیں کر سکتا اور خواہشات آسودہ نہیں ہوتیں تو رویے متاثر ہوتے ہیں، ماحول میں کھچاؤ اور تناؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ ضروریات زندگی کی کثرت کی طلب بے شمار مسائل کو جنم دیتی ہے جو میاں بیوی کے باہمی رویے پر بہت حد تک اثر انداز ہوتی ہے۔ مرد و زن کا اختلاط عورتوں کی بے پردگی۔ ٹیلی میڈیا میں کام کرنے والے مرد و خواتین بھی شہوتوں کی کثرت کو فروغ دینے میں معاون بن رہے ہیں۔ ہر شخص کے دل میں ٹی وی، فلم وغیرہ دیکھ کر خواہش کروٹیں لیتی ہے کہ اس کی بیوی مرقع حسن ہو اور خواتین تمنا کرنے لگتی ہیں کہ شوہر جمال یوسفی رکھتا ہو۔ اگرچہ اسلام نے حسن کو شادی کے اسباب میں شامل کر کے فطرت کی تصدیق کی تاہم اس کو سب کچھ قرار نہیں دیا۔ اور حسن محض ظاہری ہی نہیں۔ حسن ویسے بھی ہیشگی نہیں رکھتا۔ ذرا سا زکام و بکار چہرے بشاشت کو منٹوں میں غائب کر دیات ہے۔ میڈیا حسن کو کچھ زیادہ ہی حسین بنادیتا ہے۔ کیونکہ میڈیا میں کام کرنے والی خواتین خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ آراستہ و پیراستہ بھی ہوتی ہیں ویسے بھی تصویر حقیقت سے اکثر خوبصورت ہوا کرتی ہیں، وہی تصویر آنکھوں میں بسی رہ جاتی ہے اور زوجین میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو اعلیٰ ترین معیار پر پرکھتا ہے۔ یوں وہ تصویریں نظروں سے دل میں اُتر کر دونوں کو اپنے ساتھی سے بیزار کرنے کا باعث بن رہی ہیں، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو منع کیا کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے دوسری عورتوں کی صفات بیان نہ کریں۔ کہیں اس عورت کی خوبصورتی کی بناء پر اس کا شوہر اس سے متنفر نہ ہو جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿لا تباشر المراة المراة حتى تصفها لزوجها كانه ينظر اليها﴾(44)

اب تو خود عورت ہی نہیں بلکہ پورا معاشرہ مرد کے سامنے عورت کی تصویر پیش کر رہا ہے۔ عصر حاضر میں خواہ مرد ہو یا عورت، گھریلو خاتون ہو یا ملازمت پیشہ اس کی آنکھ کا فق اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ اس میں ساری دنیا نظر آ رہی ہے۔ سو وہ دونوں ساری دنیا کی خوبصورتیاں، رعنائیاں، رنگینیاں سمیٹنا چاہتے ہیں۔ اور یہ اثرات باہم فریقین کے تعلقات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام و نتائج

- عائلی زندگی، اجتماعی زندگی کا بنیادی پتھر ہے اجتماعی زندگی اس وقت ترقی کرتی ہے جب زوجین کا سماجی رشتہ ٹھیک ہو اور جنسی تعلق بھی صحیح ہو، عورت کی سعی و جدوجہد میں جو خلا رہ جائے اس کو مرد پُر کرے اور مرد کی دوڑ دھوپ میں جو نقص اور کمی ہو اس کو عورت پورا کرے۔ اسی طرح جنسی تعلق کو اپنی فطری حد میں رہنے دیا جائے اور لذت کشی کا ذریعہ نہ سمجھا جائے لیکن اگر مرد و عورت کے سماجی و معاشرتی رشتوں میں عدم توازن اور جنسی تعلقات میں

بے اعتدالی ہو تو معاشرہ زوال اور انحطاط کی طرف بڑھنے لگتا ہے کیونکہ سماجی رشتوں میں توازن نہ ہونے کا نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ اجتماعی زندگی کے بعض گوشے خالی اور ویران ہونے لگتے ہیں اور بعض گوشوں پر ضرورت سے زیادہ قوت صرف ہو جاتی ہے اور یہ دونوں ہی باتیں معاشرہ کے لیے تباہ کن ہیں۔

- کسی بھی معاشرے کی بنیادی اکائی اس کا عائلی نظام زندگی ہوتا ہے اگر عائلی نظام زندگی بہترین ہے تو وہ معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن رہے گا۔
- عصر حاضر میں عائلی زندگی میں متعدد مسائل موجود ہیں جن مثلاً بیوی کی کفالت کی حدود، ان سے روگردانی، عورت کا کسب معاش کا حق، نکاح کے بعد عورت کی حیثیت اور دائرہ کار، عورت کی ملکیت پر اس کا حق استعمال، عورت کا سکونت کا حق، شوہر کی عدم موجودگی میں منکوحہ کی سکونت، سسرال کی خدمت کی شرعی حیثت، عورت کا الگ سکونت کا حق، مشترکہ خاندانی نظام سے پیدا ہونے والے مسائل، خواتین پر تشدد کا بڑھتا ہوا رجحان اور قتل غیرت وغیرہ مسائل ہیں۔
- اگر بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو عصری عائلی مسائل کے اضافہ میں جو اسباب اکر فرما ہیں ان میں اسلامی تعلیمات سے بیگانگی، عائلی حقوق وفرائض سے عدم توجہی، باہمی حسن سلوک کا فقدان، قوامیت کا نامناسب استعمال، تشدد و عدم برداشت، گھریلو ذمہ داریوں سے لاپرواہی، علاقائی رسم ورواج میں حد درجہ شدت پسندی، حقوق نسواں سے خواتین عدم واقفیت جیسے بے شمار اسباب ہیں۔

عصری عائلی مسائل کا تدارک اسلامی تعلیمات کی روشنی میں موجود ہے۔ اگر مرد وزن عائلی نظام میں بہتری چاہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی عائلی زندگی کے بارے میں دی ہوئی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

حوالہ جات

([1]) ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، بیروت: دار صادر، 1955ء، ج4، ص575۔
Ibn Manẓūr al-Ifrīqī , Muhammad ibn Mukarram ibn Alī , ***Lisan al-ʿArab***, Beirut;Dar Sadir, 1955, Vol:4, P:575.
([2])***Oxford Advanced learners Dictionary***, Third edition:1974 P:421
([3]) عمری، سید جلال الدین، **عورت اسلامی معاشرہ میں**، مکتبہ اسلامی پبلیشرز، نئی دہلی: 1993، ص:12۔
Omari , Syed Jalluddīn, ***Aurat Islamī Ma`eshra main***, Maktaba Islami Publishers, New Delhi:1993,P:12
([4])Brooklyn, N.Y. ,***The Secret of family happiness***,Watchtower Bible and Tract Society of New York : International Bible Students Association:1996,P:9.
([5])ذاکر، عبد الکریم نائیک، ڈاکٹر، **اسلام میں خواتین کے حقوق-جدید یا فرسودہ**، دار النوادر، الحمد مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، ص:11۔
Zakir ,Abdul Karim Naik, Dr, ***Islām main Aurat Ky Ḥaqooq Jadid ya Farsoda***, Dar al-Nawadar
Al-Hamd Market, Urdu Bazaar, Lahore, 2000, P: 11.
([6]) کیلانی، محمد اقبال، **نکاح کے مسائل**، حدیث پبلی کیشنز، لاہور، 2014، ص:10۔
Keilani, Muhammad Iqbal , ***Nikah Ky Masail***, Hadith Publications Lahore 2014, P:10.
([7])اسرار احمد، ڈاکٹر، **اسلام میں عورت کا مقام**، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، 2012ء، ص42۔
Israr Ahmad, Dr ,***Islam Mein Aurat ka Maqam***, Markazi Anjuman Khudam Al-Quran Lahore,2012,P:42.
([8]) تھانوی، اشرف علی، **تحفہ زوجین**، مکتبہ فریدیہ، لاہور، ص:.38
Thanwi , Ashraf Ali, ***Tohfa e Zojain***, Maktaba Faridia, Lahore,P:38
([9]) محمد ادریس انصاری، **مسلمان خاوند اور مسلمان بیوی**، لاہور، مکتبہ دینیات، ص:6
Muḥammad Idrīs Anṣārī, ***Musalmān khāvand aur Musalmān Bīvī***, Lāhaur: Maktabah-yi Dīnyāt, 2010, P:6.

(10)شادیاں کیوں ناکام ہوتی ہیں؟۔ماہنامہ بنات عائشہ، کراچی، نومبر دسمبر، 2019ء، ص137۔

Sadiain kiyon nakam hoti hain? Binat Ayesha Mahanama, Karachi, November December, 2019,P:137.

(11)Islam ,the west and the chellenges of modernity , P:54

(12) سید محمود نعیم شاہ، پروفیسر، **عصر حاضر کی اسلامی تحریکیں**، سندھ ساگر اکیڈمی، لاہور، 2018ء، ص:248۔

Syed Masoodah Naeem Shah , Prof.,***Asar e Hazir ke Islami*** ,Sindh Sagar Academy Lahore,2018,P:248.

(13)البقرۃ:229 — Al-Baqarah: 229.

(14) الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **جامع الترمذی**، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، بیروت: دار الکتب العلمیہ، رقم الحدیث:1163۔

At-Tirmidhi ,Abu `Isa Muhammad bin `Isa at-Tirmidhi ,***Jami` at-Tirmidhi***, Kitab Al-Ra'a'ah, Maja' fi Haq al-Mara'ah al-Zujha ,Beirut: Dār al Kutb al 'ilmia, Ḥadīth # 1163

(15) النساء:19 — An-Nisa:19

(16)محمود مہدی استنبولی، **تحفۃ العروس** ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور 2020، ص:311

Mahmood Mahdi Istanbuli, ***Tohfatul*** Uroos,Maktaba Islamia,Lahore, 2020 , P:311

(17)النساء:34 — An-Nisa:34

(18) سید سابق مصری، خاندانی نظام، حدیبیہ پبلیکیشنز، لاہور:2018ء، ص:35

Seyed Sabiq al-Masri , ***khandani-nizam*** ,Hudaybiya Publications Lahore, 2018, P:35.

(19)woman in Islam, Vol:2, P:529.

(20)اسلام میں خواتین کے حقوق جدید یا فرسودہ، ص :38 ۔ — Islām main Aurat Ky Ḥaqooq Jadid ya Farsoda, P: 38.

(21) النسائی، ابو عبدالرحمن، احمد بن شعیب بن علی، **سنن نسائی**، دار الکتب العلمیہ، 1998ء، رقم الحدیث، 1398۔

Al-Nasāʾī , Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb ibn ʿAlī, ***Sunan an-Nasa'I*** , Beirut: Dār al Kutb al 'ilmia , 1998, Hadith# 1398-

(22) السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابی داود، **سنن ابی داوُد**، کتاب الجہاد، باب فی الخیلاء فی الحرب، ریاض: مکتبۃ الرشد، 2006ء، رقم الحدیث:2659۔

Al-Sijistānī ,Sulaymān ibn al-Ash'ath, Abī Dā'ūd,**Sunan Abī Dāwūd**, Kitab al.Jihad, Baab fi al kiyala fi al harbi , Riyadh: Maktabat al Rushd, 2006 ،Hadith#2659-

(23) البخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب النکاح، باب تستحد المغیبۃ، دار الکتاب العربی، بیروت، 1992، رقم الحدیث:2547۔

Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, ***Al-Jāmiʾ al-Ṣaḥīḥ***, Kitab al-Nikah, Beirut: Dār al Kitāb al 'Arabiyyah 1992, Hadith #2547.

(24)**الجامع الصحیح**، کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدکم ابن، رقم الحدیث: ۳۶۳۷ — ***Al-Jāmiʾ al-Ṣaḥīḥ***, Hadith : 3637.

(25) حافظ محمد زبیر، ڈاکٹر، **ازدواجی زندگی کے مسائل اور ان کا حل**، دار الفکر اسلامی، لاہور، 2019ء، ص:20

Hafiz Muhammad Zubair ,Dr , ***Azdwaji-Zindaghi-Masail-Aur-Hal*** Dar-ul-Fikr-ul-Islami, Lahore, 2019,P:20.

(26)الاحزاب:33 — Al-Ahzab:33.

(27) مظہر علی ادیب، **خاتون خانہ**، مکتبہ ذکری، رام پور، انڈیا، ص:91

Mazhar Alī Adīb, ***Khatoon*** Khana, Maktaba Zikra, Ram Pur, India , P: 91.

(28)زینب الغزالی، **مسلمان عورت کا اصل مسئلہ**، مکتبہ فکر اسلامی، لاہور ص:9۔

Zainab Al.Gazali, ***Muslam Aurat ka Asal*** Masla , Maktaba Fikr Islami ,Lahore, P:9.

(29) خلیلی، منیر احمد، **خاندانی نظام، اس نشیمن کو بچانے کی فکر کیجیے**، حسن البناء اکیڈمی، راولپنڈی، 2007ء، ص:23

Khalili ,Munir Ahmed, ***Khanndani Nizam, Es Nasyman Ko Bchany ki fikar kijijy***, Hasan al-Banna Academy, Rawalpindi, 2007.P:23

(30)سنن ابی داوُد۔ کتاب النکاح، باب مایؤمر بہ من تزویج ذات الدین، رقم الحدیث:2047

Sunan Abī Dāwūd, Kitab Al-Nikah ,, Baab Ma Youmar Bihi, Hadith #2047

(31)خاندانی نظام، ص:34۔ — **Khanndani Nizam ,** P:34

(32) ابو یاسر، شیخ، **شادیاں ناکام کیوں؟**، نعمانی کتب خانہ، لاہور، 2013ء، ص:13۔

Abu Yasir , Sehaik , ***Shadiyan Nakam Kiyon ?,*** Numani Kuthb Kahna, Lahore, 2013,P:13.

(33))The Laws of Marriage and Divorce in Islam,P:3.

(34)woman in islam,P:26

(35) علی شریعتی، ڈاکٹر، **مسلمان عورت اور دور حاضر کے تقاضے**، داراحیاء تراث اسلامی، کراچی، 1988ء، ص47۔
Ali Sariati , ***Muslam Aurat aur Dore Hazir ky taqzy*** , Dar Ehya Turas Islami, Karachi, 1988,P:47

(36) احمد امین المصری، **اسلام پر کیا گزری، ضحی الاسلام**، مقدمہ، میزان پبلیکیشنز، ص:2۔
Ahmad Amin Al-Misri***, Islam par kiya Guzri, Zuha AL-Islam***, Mizan Publications, P:2.

(37) عثمانی، محمد تقی، مفتی، ہمارے عائلی مسائل، دارالاشاعت، کراچی، 2018، ص:11۔
Usmani , Myhammad Taqi , Mufti , ***Hamary Aaili Masail***, Dar Al- Isast , Karachi. 2018, P: 11.

(38) عمری، سید جلال الدین انصر، **اسلام میں عورت کے حقوق**، اسلامک پبلیکشنز، لاہور، 2015، ص:13۔
Uamri , Syed Jalal din Ansar , ***Islam main Aourat Ky Haqooq***, Islamic Publications, Lahore, 2015, P:13.

(39) محبت حسین اعوان، اسلام، قانون، مظلوم پاکستانی عورت، طوبیٰ ریسرچ لائبریری، ص:188۔
Muhabbat Hussain Awan , ***Islam, Qanoon Aur Mazloom Pakistani Aourat***, Toba Research Library ,P:188.

(40) الاعراف:22
Al-Araf: 22.

(41) البقرہ:102
Al-Baqarah:102

(42) صحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، باب تحریض الشیطان وبعثہ سرایہ، رقم الحدیث:2812۔
Sahih Al-Muslim, Hadith#2812 .

(43) تھانوی، اشرف علی، تحفہ زوجین، مکتبہ فریدیہ، لاہور، ص:112۔
Thanwi , Ashraf Ali, **Tohfa e Zojain**, Maktaba Faridia, Lahore,P:112

(44) البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ۔، **الجامع الصحیح**، کتاب النکاح، باب لاتباشر المرأۃ ، بیروت: دارالکتاب العربی، 1992، رقم الحدیث:5240۔
Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, ***Al-Jāmiʾ al-Ṣaḥīḥ***, Kitab al-Nikah, Beirut: Dār al Kitāb al ʻArabiyyah 1992, Hadith #5240.